تحقیق:

محققِ دوراں علامہ آفتاب حسین جوادی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

ایک عرصہ سے وطن عزیز پاکستان کی فضائیں فرقہ واریت کے زہر سے اس قدر آلودہ ہیں کہ ملک میں سانس لینے والا ہر فرد اس سے متاثر ہے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات سے ہر وہ طاقت جو اسلام اور پاکستان کی دشمن ہے مطمئن اور پر مسرت ہے جبکہ ہر محب وطن شہری خون کے آنسو رو رہا ہے۔

فرقہ واریت کا یہ طوفان اٹھانے کے لئے شرپسندوں نے جزئی اور فروعی نوعیت کے اختلافات کو اچھالا اور غیر حقیقی اور غیر اہم مسائل کو ان کے اصل قد کاٹھ سے کہیں بڑا کر کے فتنہ و فساد کو ہوا دی۔ حضرت عمر کا یوم وفات بھی ان ہی مسائل میں سے ایک ہے۔ حالانکہ مذہبی دہشت گردی کے بانی اور پرچارک گروہ کے عقائد میں ایام منانے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ ان کے ہم عقیدہ سنجیدہ علماء اور اکابرین بھی اس مطالبہ میں ان کے ہم خیال نہیں۔ مثال کے طور پر شیخ الحدیث ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر فاضل دیوبند نے فتنہ پرست گروہ کے رہنماؤں کے نام اپنے ایک خط میں واضح طور پر کہا ہے کہ

> "آپ حضرات کی طرف سے زور و شور کے ساتھ خلفا راشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ مسلسل سامنے آ رہا ہے۔ آپ جن اکابر سے وابستہ ہیں ان کی تاریخ دیکھ لیجئے کبھی ایسی بدعات کے ایجاد کا تصور بھی انہیں نہیں آیا۔ عوام تو نہیں جانتے مگر آپ تو علماء میں سے ہیں، وسیع مطالعے کے مالک ہیں چنانچہ اس کاروائی کے بدعت ہونے کے بارے میں آپ حضرات کے سامنے کتابوں کے حوالے پیش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے"۔
>
> (ماہنامہ "حق چار یار" جلد ۴ شمارہ ۹ صفحہ ۵۰)

پاکستان میں منظم مذہبی تشدد کے محرک اور بانی اس گروہ کا یہ مطالبہ کہ خلفاء راشدین کے

ایام ہائے وفات سرکاری سطح پر منائے جائیں اس تناظر میں انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ مذکورہ ٹولہ جس مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے اس کے ہاں بزرگان اور شخصیات کے ایام منانا بدعت قرار دیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ یکم محرم کو حضرت عمر کا یوم شہادت قرار دینا بھی انتہائی جہالت اور لاعلمی کی بات ہے۔ کیونکہ آئندہ صفحات میں پیش کئے گئے ناقابل انکار حقائق اس بات کی غماضی کرتے ہیں کہ حضرت عمر کا یوم شہادت یکم محرم الحرام ہے ہی نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں حضرت عمرؓ کی وفات کے حوالے سے اتنی زیادہ کنفیوژن ہے کہ کسی بھی حتمی نتیجے پر ہرگز نہیں پہنچا جاسکتا۔ مثلاً علامہ کمال الدین دمیری نے اپنی کتاب حیاۃ الحیوان (جلد اول صفحہ ۲۰۶ طبع ادارہ اسلامیات لاہور) میں ایک بالکل انوکھا نظریہ پیش کیا ہے۔

"آپ کی شہادت کا واقعہ ۱۴ ذی الحجہ کو پیش آیا زخمی ہونے کے بعد ایک دن ایک رات زندہ رہے پھر آپ کی رحلت ہو گئی"۔

اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری الشافعی تو اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ

"مغیرہ کے غلام فیروز نے محراب میں آپ (حضرت عمر) کو نماز شروع کرنے سے پہلے بدھ کے دن ششم ذوالحجہ ۲۳ ہجری کو زخمی کر دیا اور آپ اتوار کے دن دفن کئے گئے آپ کی مدت خلافت دس سال چھ ماہ اور دس راتیں بنتی ہے"

(نزھتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۴۵۱ طبع مکتبہ شعبیہ بیروت)

پاکستان کے مسلمان خوب سمجھتے ہیں کہ مذہبی دہشت گردوں کی طرف سے اپنے ہی مذہبی عقائد سے متصادم اور تاریخی اعتبار سے مبہم اور غلط مطالبہ صرف فتنہ و فساد برپا کرنے اور مسلمانوں کو باہم لڑانے کے لئے کیا جارہا ہے۔

آفتاب ملک

ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

ستمبر 1996ء

حضرت عمر کا یوم وفات

(ا) امام محمد بن اسماعیل المعروف امام بخاری لکھتے ہیں۔

”ذی الحجہ ۲۳ ہجری کی چار راتیں باقی تھیں کہ بدھ کے دن حضرت عمر بن الخطاب پر قاتلانہ حملہ ہو گیا“

(تاریخ کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

(۲) محمد بن عبدالوھاب نجدی اپنی کتاب میں ”حوادث الستہ الثالثہ والعشرون“ کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

”۲۳ ھجری میں بدھ کے دن ۲۶ ذی الحج کی صبح کو ابھی ذوالحج کی چار راتیں باقی تھیں عمر فاروق کو شہید کر دیا گیا“۔

(مختصر سیرت الرسول صفحہ ۲۳۳ طبع جامع اسلامیہ مدینہ منورہ)

(۳) خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت عمر بن الخطاب کی سیرت بیان کرتے ہوئے آخر میں رقمطراز ہیں۔

پس آخر نہ شد ذی حجہ تا آنکہ کشتہ شد عمر بن الخطابؓ

”ابھی ذی الحجہ ختم ہی نہ ہوا تھا کہ حضرت عمر بن الخطاب کو قتل کر دیا گیا“۔

(مصفی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ طبع مکتبہ رحیمیہ دہلی)

(۴) علامہ جلال الدین سیوطی حضرت عمر کے حالات میں ۲۳ ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”سیدنا عمر نے ۲۳ ذی الحجہ ختم ہونے سے پہلے وفات پائی“

ابو عبیدہ بن جراح کا بیان ہے کہ

”حضرت عمر ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو شہید ہوئے“۔

(تاریخ الخلفا صفحہ ۹۴ و صفحہ ۹۷ مطبع مجیدی کانپور)

(اسعاف المبطا برجال الموطا صفحہ ۲۲ مطبعہ مصطفیٰ مصر)

(۵) علامہ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں

ذوالحجہ کے چار دن ابھی باقی رہتے تھے کہ حضرت عمر بن الخطاب بدھ کے دن قتل کئے گئے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۴۴۱ طبع حیدر آباد دکن)

(تقریب التہذیب صفحہ ۳۸۱ طبع نو لکشور لکھنؤ)

(۶) علامہ شمس الدین عثمانی ذہبی ارقام فرماتے ہیں

"حضرت عمر بن الخطاب بدھ کے دن شہید ہوئے جبکہ ذوالحجہ کے چار دن باقی تھے۔"

(۱) تاریخ اسلام جلد ۲ صفحہ ۶۵ طبع مکتبہ القدسی قاھرہ

(۲) دول الاسلام جلد ۱ صفحہ ۷ طبع حیدر آباد دکن

(۷) امام محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں

"عثمان اخنس کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو وفات پائی اور حضرت عثمان کی بیعت خلافت ۲۹ ذی الحجہ کو ہوئی اور آپ نے اپنی خلافت کا آغاز یکم محرم ۲۴ ہجری سے کیا"۔

ابو معشر کی روایت ہے کہ

حضرت عمر بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو شہید ہوئے ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن رہی۔

امام ابن شہاب زہری کا قول یہ ہے کہ

"حضرت عمر بن الخطاب ۲۳ ذوالحجہ کو زخمی ہوئے"۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ حادثہ ۲۶ ذی الحجہ کو پیش آیا۔

ایک روایت کے مطابق آپ نے چہار شنبہ ۲۷ ذوالحجہ ۲۳ ہجری کو وفات پائی اور چہار شنبہ کی صبح کو آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ حضرت صہیب نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ و صفحہ ۲۳۵ طبع مصر)

(۸) امام عبدالرحمٰن ابن جوزی حضرت عمر کی وفات کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں

اسماعیل محمد بن سعد کا بیان ہے کہ بدھ کے دن حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا جبکہ ذی الحجہ ختم ہونے میں ابھی چار راتیں باقی تھیں یہ واقعہ ۲۳ ہجری کو رونما ہوا"۔

(سیرت عمر بن الخطاب صفحہ ۱۹۹ مطبعہ ازھریہ مصر)

(۹) علامہ حافظ ابن کثیر دمشقی تحریر کرتے ہیں۔

۲۳ ہجری – ۲۶ ذوالحجہ بدھ کے دن آپ پر حملہ ہوا تین دن کے بعد وفات پائی"۔

عثمان اخنس کہتے ہیں کہ

کہ ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر نے وفات پائی اور ذوالحجہ کی ایک رات باقی تھی کہ حضرت عثمان کی بیعت ہوئی اور آپ نے ۲۴ ہجری کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۵۵ طبع دار احیاء التراث)

(۱۰) علامہ بدرالدین العینی الحنفی حضرت عمر کی وفات کے واقعات بیان کرنے کے بعد بطور نتیجہ کلام لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر بن خطاب کی شہادت کا واقعہ ۲۳ ہجری کو رونما ہوا جبکہ ابھی ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کو چار دن باقی رہتے تھے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۱۰ طبع دار الفکر بیروت)

(۱۱) علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون رقمطراز ہیں۔

"۲۳ ہجری چہار شنبہ کی رات کو حضرت عمر نے وفات پائی ابھی تین دن ذوالحجہ کے رہتے تھے اور حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی"۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ مطبع البھفہ مصر)

(۱۲) علامہ شبلنجی شافعی تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ

"۲۳ ہجری کو بروز چہار شنبہ حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا سات دن ذوالحجہ کے باقی رہتے تھے اور تین دن کے بعد جبکہ اس وقت چار دن ذوالحجہ کو ختم ہونے کو رہتے تھے وفات پا گئے"۔

(نورالابصار صفحہ ۷۶ طبع قاہرہ)

(۱۳) مشہور مورخ محمد ابن سعد "حضرت عمر کی خلافت" کے زیر عنوان تحریر کرتے ہیں۔

"ابوبکر بن اسماعیل بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری بروز چہار شنبہ ابولولو نے خنجر مارا۔ یکم محرم بروز دو شنبہ بوقت صبح دفن کئے گئے۔ میں نے یہ روایت عثمان ابن اخنس سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ سے غفلت ہوئی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر کی وفات ۲۶ ذی الحجہ کو ہوئی اور حضرت عثمان سے ۲۹ ذی الحج یوم دو شنبہ بیعت کی گئی"۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۶۵ طبع لندن)

(۱۴) علامہ ابن اثیر جزری رقمطراز ہیں۔

"حضرت عمر کو ابو لئولوہ غلام مغیرہ بن شعبہ نے چھبیس ذی الحج کو دو شنبہ کے دن زخمی کیا تھا۔ اس کے بعد وہ صرف تین دن زندہ رہے پھر وفات پا گئے اور حضرت صہیب نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

(اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۷۷ طبع میمنیہ مصر)

(۱۵) علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی "ستہ ثلاث و عشرین" کے تحت یعنی ۲۳ ہجری کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں ابو حفص امیرالمومنین عمربن الخطاب قرشی عدوی کو شہید کیا گیا۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لئولوہ نے حملہ کیا کچھ راتیں ذی الحجہ کی رہتی تھیں کہ وفات پا گئے"۔

(شذرات الذهب جلد ا صفحہ ۳۳ طبع دارالمیسرہ بیروت)

(۱۶) علامہ علی قاری الحنفی لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری بروز چہار شنبہ کو مغیرہ بن شعبہ کے ایک غلام ابو لئولوہ نے حضرت عمربن الخطاب پر قاتلانہ حملہ کیا جبکہ ذوالحجہ کے چار دن باقی رہتے تھے"۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۵۴۴ طبع میمنیہ مصر)

(۱۷) امام یافعی یمنی مکی اپنی کتاب میں "ستہ ثلاث و عشرین" کے زیر عنوان تحریر کرتے ہیں۔

"۲۳ ہجری مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لئولوہ نے نماز صبح کے وقت جبکہ کچھ راتیں ذی الحج کی باقی رہتی تھیں حضرت عمربن الخطاب قرشی عدوی کو شہید کر دیا"۔

(مراۃ الجنان جلد ا صفحہ ۷۸ طبع حیدر آباد دکن)

(۱۸) فن تاریخ کے مشہور امام علی بن حسین مسعودی لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری بدھ کے دن جبکہ چار دن ذی الحجہ کے ختم ہونے کو تھے مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لئولوہ نے حضرت عمربن الخطاب کو قتل کر دیا۔ حضرت صہیب رومی نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی"۔

(مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ مطبعہ سعادہ مصر)

(۱۹) امام عالم محدث شہاب الدین احمد بن حجر ھیتمی رقمطراز ہیں۔

""ابھی ذی الحجہ کو چار دن باقی تھے کہ ۲۳ ہجری میں حضرت عمر بن خطاب کو شہید کر دیا گیا"۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۶۳ طبع میمنیہ مصر)

(۲۰) امام کمال الدین جہری تحریر کرتے ہیں۔

""حضرت عمر بن الخطاب کے قتل کا قضیہ بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ کو رونما ہوا"۔

(براھین قاطعہ صفحہ ۲۰۰ مطبعہ محمدی لاہور)

(۲۱) امام یحیی بن ابی بکر العامری الیمنی حضرت عمر بن الخطاب کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھے ہیں۔

""ذی الحجہ کے چار دن باقی تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لئولوہ نے آپ کو شہید کر دیا اور ۲۳ ہجری کے آخر میں آپ شہید ہوئے۔ بعض روایات میں ہے کہ جس دن خنجر مارا گیا اسی دن وفات پا گئے تھے"۔

(الریاض المستطابہ صفحہ ۱۵۸ طبع موسسہ المعارف بیروت)

(۲۲) علامہ نورالدین بن ابی بکر ھیثمی حضرت عمر کی وفات کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب ماہ رجب ۱۳ ہجری میں خلافت پر متمکن ہوئے۔ ذی الحج کے نو دن باقی رہتے تھے کہ بدھ کے دن آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اس کے بعد تین دن زندہ رہے ذی الحجہ کے آخر ۲۳ ہجری میں وفات پا گئے۔ حضرت صہیب نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کے بیٹے عبداللہ نے غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا"۔

(مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۷۶ طبع مکتبہ القدسی قاھرہ)

(۲۳) محمد فرید وجدی، ۲۳ ہجری کے واقعات میں لکھتے ہیں۔

""حضرت عمر بن الخطاب اسی ۲۳ ہجری میں ہی فوت ہوئے"۔

(دائرۃ المعارف القرن العشرین جلد ۶ صفحہ ۳۸۷ طبع دار المعرفہ بیروت)

(۲۴) امام ابن ابی شیبہ اپنی کتاب "المصنف" میں حضرت عمر بن خطاب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر بدھ کے دن جبکہ ذی الحجہ کے چار دن باقی تھے شہید کئے گئے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۸۰ طبع ادارہ القرآن والعلوم کراچی)

(۲۵) الامام الشیخ حسین بن محمد الدیار بکری لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں بدھ کے دن حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ذی الحجہ ختم ہونے میں سات دن باقی تھے اور سیرت مغلطائی میں ہے کہ چار دن باقی رہتے تھے اور یہ واقعہ ۲۳ ہجری کا ہے"۔

(تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۴۹) مطبع وھبیہ مصر)

(۲۶) مشہور مورخ علامہ عماد الدین اسماعیل ابو الفداء زیر عنوان "ذکر مقتل عمر رضی اللہ عنہ" لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں ابو لؤلوہ جس کا نام فیروز اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا نے صبح کی نماز میں حضرت عمر بن الخطاب پر خنجر سے حملہ کر دیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ چھ دن ذی الحجہ کے رہتے تھے آپ نے ہفتہ کے دن آخری ذوالحجہ کو وفات پائی"۔

(تاریخ ابو الفداء جلد ۲ صفحہ ۴۷ طبع دار الفکر بیروت)

(۲۷) علامہ ابن قتیبہ دینوری تحریر کرتے ہیں۔

"ذی الحجہ کے چار دن باقی تھے کہ سوموار کے دن مغیرہ بن شعبہ کے ایک غلام بنام فیروز ابو لؤلوہ نے حضرت عمر بن خطاب کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۳ ہجری کا ہے"۔

(المعارف صفحہ ۷۹ مطبعہ حسینیہ مصر)

(۲۸) علامہ حافظ محمد بن طاہر مقدسی المعروف قیسرانی حضرت عمر بن خطاب کے قتل کی روئیداد ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں بدھ کے دن جبکہ چار دن ذی الحجہ کے ختم ہونے میں رہتے تھے مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لئولوہ نے آپ کو قتل کر دیا۔ حضرت صہیب نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی"۔

(الجمع بین رجال الصحیحین جلد ا صفحہ ۳۳۹ طبع حیدر آباد دکن)

(۲۹) علامہ اشفاق الرحمٰن محدث کاندھلوی حضرت عمر کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ذی الحجہ ۲۳ ہجری گذرنے میں ابھی تین دن باقی تھے کہ بدھ کہ روز آپ قتل کئے گئے"۔

(کشف المغطا عن رجال الموطا صفحہ ۱۹ طبع مکتبہ رحیمیہ دہلی)

(۳۰) حکومت مصر کے سابق وزیر تعلیم محمد حسین ھیکل حضرت عمر کی تاریخ وفات کے متعلق لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر پر کس دن حملہ کیا گیا اور وہ کس دن دفن ہوئے۔ روایات اس سلسلے میں مختلف ہیں"۔

ایک روایت کہتی ہے

"وہ بدھ کے دن زخمی ہوئے اور جمعرات کے دن ۲۷ ذی الحجہ کو دفن کئے گئے"۔

لیکن دوسری روایت میں ہے کہ

"بدھ کے دن ان پر حملہ کیا گیا اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو صبح ان کی تدفین ہوئی"۔

اور تیسری روایت کا بیان یہ ہے کہ

"انہوں نے ۲۶ ذی الحجہ کو وفات پائی"۔

(عمر فاروق اعظم مترجم صفحہ ۲۸۷ ناشر مکتبہ جدید لاہور)

(۳۱) نواب صدیق حسن خان ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

""عمر رضی اللہ عنہ دن چہار شنبہ (بدھ) کی بماہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو زخمی ہوئے سات دن ذی الحجہ سے باقی تھے تین دن زندہ رہے چار دن ذی الحجہ سے باقی تھے کہ انتقال کیا"۔

(تکریم المومنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین صفحہ ۴۷ مطبع شاہجہانی)

(۳۲) علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں بحروف جلی یہ عنوان قائم کرتے ہیں۔

"حضرت عمر کی شہادت ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری مطابق ۶۴۴ء"

(الفاروق صفحہ ۱۰۲ مطبع قدیمی دہلی)

(۳۳) علامہ ابوالکلام آزاد زیر عنوان "حضرت عثمان کا انتخاب خلافت" لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں حضرت عمر فاروق نے انتقال فرمایا اور وصیت کی کہ علی' زبیر' طلحہ سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف یہ آدمی تین دن کے اندر اندر کسی کو خلیفہ منتخب کریں"۔

(انسانیت موت کے دروازے پر صفحہ ۴۷ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

(۳۴) مولانا محمد یامین قریشی سہارنپوری فاضل دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

"۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق جان بحق تسلیم ہوئے۔ اور ۲۴ ہجری کو حضرت عثمان منتخب ہوئے"۔

(تاریخ عثمان صفحہ ۳۹ ناشر القمر انٹرپرائزز لاہور)

(۳۵) مفتی انتظام اللہ شہابی اور مفتی زین العابدین میرٹھی عنوان "شہادت عمر" کے تحت لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر کی وفات زخمی ہونے کے تیسرے دن ۲۷ ذی الجمہ ۲۳ ہجری
کو بدھ کی رات واقع ہوئی"۔
(تاریخ ملت جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ ناشر نیشنل لائبریری مظفر آباد)

(۳۶) علامہ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری لکھتے ہیں۔
"۲۳ ہجری ذی الحجہ کے چار دن پہلے جمعہ کے دن حضرت عمر بن الخطاب
نے وفات پائی"۔
(الاخبار الطوال صفحہ ۱۳۲ طبع مکتبہ عربیہ بغداد)

(۳۷) مصر کے مشہور نقاد اور نامور محقق ڈاکٹر طہ حسین اپنی تصنیف میں "حضرت عثمان کا خلیفہ ہونا" کے تحت لکھتے ہیں۔
"مورخین کی صحیح روایت کی بناء پر اس دن کا سورج غروب نہیں ہوا تھا
اور وہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کا آخری دن تھا اور حضرت عثمان ۲۴ ہجری کی
پہلی صبح کا مسلمانوں کے خلیفہ بن کر استقبال کر رہے تھے"۔
(حضرت عثمان تاریخ اور سیاست کی روشنی میں صفحہ ۲۷ نفیس اکیڈمی)

(۳۸) نبی احمد سہا لکھتے ہیں۔
"آپ (عمر) نے زخم لگنے کے تیسرے دن ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری بدھ کے
روز شام کو وفات پائی جمعرات کے دن صبح کو آقائے نامدارؐ کے پہلو میں
دفن ہوئے"۔

(اصحاب رسول اور ان کے کارنامے صفحہ ۱۷۲ ناشر مکتبہ فیروز سنز لاہور)

(۳۹) مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی "فصل انیسویں واقعات ۲۳ ہجری" کے نیچے لکھتے ہیں۔
"چار شنبے (بدھ) کی رات تھی اور ذی الحجہ ۲۳ ہجری کی تاریخ"
اس کے بعد یوں لکھتے ہیں۔
"محرم ۲۴ ہجری کا چاند بعہد عثمانی نمودار ہوا"

(تاریخ اسلام جلد ۱ صفحہ ۴۷۸ و صفحہ ۴۷۹ ناشر مقبول اکیڈمی لاہور)

(۴۰) جناب مقصود ایاز صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ماہ ذی الحجہ ختم ہونے سے پہلے آپ (عمرؓ) نے وفات پائی"۔

(خلافت راشدہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۳۴۵ مقبول اکیڈمی لاہور)

(۴۱) علامہ محمد بن یحیی بن ابی بکر اندلسی لکھتے ہیں۔

"۲۳ ہجری تین راتیں ذی الحجہ کی باقی تھیں کہ حضرت عمر فوت ہو گئے"۔

(التمہید والبیان فی مقتل عثمان صفحہ ۲۲ طبع دار الثقافہ بیروت)

(۴۲) شیخ اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر کا زخموں اور صدمے سے تین دن کے بعد انتقال ہوا۔ یہ المناک حادثہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری بمطابق ۳ نومبر ۶۴۴ ہجری کو پیش آیا"۔

(دس بڑے مسلمان صفحہ ۶۳ ناشر مکتبہ میری لائبریری لاہور)

(۴۳) پروفیسر کوکب شادانی ایم اے، ایم او ایل ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"آپ (حضرت عمر) نے چوتھی شب کو وفات پائی یہ ماہ ذی الحجہ کی تیسری شب تھی اور ۲۳ ہجری تھا"۔

علامہ عبدالبر اندلسی رقمطراز ہیں۔
"حضرت عمر ماہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو قتل ہوئے"۔

(استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ طبع مصر)

(۴۵) علامہ شیخ محمد خضری بک حضرت عمر کی شہادت کے دن کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تو فی لیلۃ الاربعاء لثلاث لیال بقین من ذی الحجۃ سنتہ ۲۳

۲۳ ہجری بدھ کے دن حضرت عمر نے وفات پائی جبکہ تین راتیں ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کو باقی تھیں۔

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲ طبع مصر)

(۴۶) علامہ ابن اثیر جزری اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔
"تین راتیں ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کو رہتی تھیں کہ ۲۳ ہجری بروز بدھ حضرت عمر بن الخطاب وفات پا گئے"۔

(تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۴۴۸ طبع بیروت)

(۴۷) استاذ عبدالوهاب النجار حضرت عمر کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی وفات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

تو فی عمر لیلۃ الاربعاء لثلاث لیال بقین من ذی الحجۃ
"بدھ کی رات جبکہ ماہ ذی الحجہ کی تین راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر وفات پا گئے"

(الخلفاء الراشدون صفحہ ۲۵۱ طبع بیروت)

(۴۸) مصر کے مشہور عالم ڈاکٹر طہ حسین تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ۔
"حضرت عمرؓ جنہیں بدھ کے دن زخم آئے تھے جمعرات کے دن انتقال فرما گئے"۔

(الشیخین مترجم اردو صفحہ ۲۵۱ طبع نفیس اکیڈمی)

(۴۹) علامہ محمد بن حبیب بغدادی حضرت عمر کی وفات کے سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں۔

"ماہ ذی الحجہ کی تین یا چار راتیں باقی تھیں کہ ۲۳ ہجری کو حضرت عمر قتل ہو گئے"۔

(کتاب المجبر صفحہ ۱۴ طبع حیدر آباد دکن)

(۵۰) مشہور مورخ ملا محمد بن خاوند شاہ ھروی الشافعی افغانی لکھتے ہیں۔

"صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت عمر نے آخر ماہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو دارالبقاء کی طرف انتقال کیا"۔

(روضتہ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ طبع بمبئی)

(۵۱) شارح صحیح مسلم امام حافظ محی الدین النووی لکھتے ہیں۔

توفی لاربع بقین من ذی الحجة و قتل لثلاث و قیل اللیلة

ماہ ذی الحج کی چار بروایت تین راتیں اور ایک روایت کی بناء پر ایک رات باقی رہتی تھیں کہ حضرت عمر وفات پا گئے۔

(تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۱۴ طبع ادارہ الطباعۃ المنیریہ مصر)

(۵۲) محدث جمال الدین شیرازی حضرت عمر بن الخطاب کی وفات کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔

۲۷ ذی الحج ۲۳ ہجری بروز بدھ حضرت عمرؓ کو ضربت شہادت لگی اور جمعرات کے دن انتقال فرما گئے اور ایک روایت کی بناء پر ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کو ابھی چار دن باقی تھے کہ دارالبقاء کی جانب انتقال کر گئے اور ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ کو حضرت عثمان بن عفان کی بیعت کی گئی"۔

(روضتہ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ طبع لکھنؤ)

(۵۳) عبدالقدوس ہاشمی اپنی تقویم میں حضرت عمر کی وفات کے دن کا تعین ان الفاظ میں کرتے

ہیں

"ماہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری بروز شنبہ ۹ اکتوبر ۶۴۴ء کو شہادت عمر فاروق"

(تقویم تاریخی صفحہ ۶ طبع ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)

(۵۴) علامہ طنطاوی "تاریخ وفات" کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

"حملے کے بعد آپ تین دن تک زندہ رہے اور بروز چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو انتقال فرما گئے"۔

(عمر بن الخطاب صفحہ ۵۶۶ طبع البیان مسلم مسجد لاہور)

(۵۵) علامہ شمس الدین ابی الخیر محمد الجزری تحریر کرتے ہیں

استشهد رضی اللّٰه عنه یوم الاربعاء لا ربع بقین من ذی الحجة سنة ثلاث و عشرین و کانت خلافته عشر سنین و ستة اشهر و عشرة یوم

"ذی الحجہ کے چار دن باقی رہتے تھے کہ بروز بدھ ۲۳ ہجری کو حضرت عمر شہید ہو گئے مدت خلافت دس سال چھ ماہ اور دس دن ہے۔

(غایتہ النھایہ فی طبقات القراء جلد ۱ صفحہ ۵۹۱ طبع دار الکتب بیروت)

(۵۶) علامہ محب الدین الطبری الشافعی رقمطراز ہیں۔

تو فی لا ربع بقین من ذی الحجة سنة ثلاث و عشرین طعن لذالک و مات فی آخر الحجة

"۲۳ ہجری آخری ذی الحجہ کو جبکہ چار یوم ذی الحجہ کو ختم ہونے کے رہتے تھے حضرت عمر نے وفات پائی"

(ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ طبع قاہرہ)

(۵۷) مولانا سعید احمد اکبر آبادی فاضل دیوبند زیر عنوان "شہادت حضرت عمر" تحریر کرتے ہیں۔

"حضرت عمر کی عمر ابھی تریسٹھ برس کی تھی اور آپ کی خلافت کو صرف دس برس چھ مہینے اور چار دن ہوئے تھے کہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری مطابق ۶۴۴ء کو اچانک آپ کی شہادت کا واقعہ فاجعہ پیش آگیا"

(عثمان ذوالنورین صفحہ ۸۶ طبع مکتبہ رشیدیہ کراچی)

(۵۸) مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر نے ذی الحجہ ۲۳ ہجری میں وفات پائی"

(معارف حدیث صفحہ ۳۱۸ طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

(۵۹) علامہ محمد اشرف نقشبندی حضرت عمر کی وفات کے سلسلہ میں یوں لکھتے ہیں۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری مطابق ۶۴۴ء کو شہادت ہوئی مدت خلافت دس سال ۶ ماہ ۴ دن ہے"

(حضرت فاروق اعظم صفحہ ۱۸۵ طبع یونیورسٹی لاہور)

(۶۰) حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری شہادت ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ ہجری"

(مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا حصہ ہفتم صفحہ ۳۶ طبع لاہور)

(۶۱) مشہور محدث ملا عبداللہ الخطیب تحریر کرتے ہیں۔

درسنہ بیست وسیم فتح کرمان و سجستان و مکران از بلاد جبل واصفہان و نواحی آن واقع شد کہ در آخر ہمین سنہ چون امیر المومنین عمر رضی اللّٰہ عنہ از حج پس گردیدند شہید فوت شدند

"۲۳ ہجری میں کرمان، سجستان، مکران، بلاد الجبل اصفہان اور اس کے اطراف کے علاقے فتح ہوئے اور اسی سال کے آخری دنوں میں حج سے واپسی کے بعد حضرت عمر نے جام شہادت نوش فرمایا"۔

(سراج التواریخ صفحہ ۱۳۰ طبع اسلامیہ لاہور)

(۶۲) مولانا خلیل احمد سہارنپوری الدیوبندی رقمطراز ہیں

عمر بن الخطاب بن نفیل (الی ان قال) استشهد فی ذی الحجۃ سنہ ۲۳ و ولی الخلافۃ عشر سنین و نصفا

"حضرت عمر بن خطاب بن نفیل ماہ ذی الحجہ ۲۳ ہجری میں شہید ہوئے اور ساڑھے دس سال خلافت پر متمکن رہے"۔

(بذل المجہود شرح ابی داؤد جلد ا صفحہ ۲۷ مطبع النامی میرٹھ)

(۶۳) علامہ احمد بن محمد منوفی الھروی عنوان "ذکر فوت عمر بن الخطاب" کے ذیل میں یوں لکھتے ہیں۔

واو (عمر بن الخطاب) رانماز شام روز چہار شنبہ در شب پنجشنبہ بیست و ششم ذی حجہ سنہ ثلاث و عشرین فرمان حق رسید و گویند عمر عمر شصت و سہ سال بود

اور حضرت عمر نے بدھ کے دن بوقت نماز مغرب جمعرات کی رات کو بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری وفات پائی کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۶۳ برس کی تھی۔

(تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۸۲ طبع بندر معمورہ بمبئی)

(۶۴) مولانا محمد صاحب مظہری مدرس جامعہ مظہرالعلوم عنوان "سیدنا فاروق اعظم و سیدنا عثمان غنی" کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

"مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نے جس کی کنیت ابو لولو تھی مسلسل کئی وار کئے لیکن ایک ایسا کاری وار ناف کے نیچے کیا جو شہادت کا باعث بنا زخم لگنے کے تیسرے روز ۲۷ ذوالحجہ یوم چہار شنبہ سنہ ۲۳ ہجری کو ترسیٹھ سال کی عمر پاک میں شہید ہو کر دائمی زندگی سے سرفراز ہوئے"

(ماہنامہ سیرت بنارس جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۷۹ طبع کوئلہ بازار بنارس)

(۶۵) علامہ حافظ محمد اسلم جیراجپوری استاذ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی حضرت عمر بن الخطاب کے

حالات میں ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''زخم لگنے کے تیسرے دن ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۳ ہجری چہار شنبہ کے روز شام کو وفات پائی دوسرے دن (بروز جمعرات) صبح کو دفن کئے گئے ان کی وصیت کے مطابق حضرت صہیب نے جنازہ کی نماز پڑھائی عمر ۶۳ سال کی تھی''۔

(تاریخ الامت حصہ اول صفحہ ۹۸ مطبوعہ نعمانی پریس دہلی)

(۶۶) مولانا محمد حنیف گنگوہی فاضل دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

''مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نامی شخص ابولولوہ کے نیزہ مارنے کے سبب ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۲۳ ھج کو آپ نے انتقال کیا''

(تحفہ الادب صفحہ ۲۲۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

(۶۷) مولانا محمد ادریس بھوجیانی امیر جمعیت اہل حدیث ٹوبہ ٹیک سنگھ حضرت عمر کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے بعنوان ''شہادت'' کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

''۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ھجری بروز بدھ ،عمر ۶۳ سال مدینہ منورہ میں ابو لولو کے ہاتھوں مسجد نبوی می شہادت پائی''۔

(خاندان نبوت صفحہ ۳۴۴ طبع اول مکتبہ رحمانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

(۶۸) مولانا مولوی احمد الدین اپنی کتاب ''مجمع الاوصاف'' میں ''ذکر شہادت عمر'' کے ذیل میں یوں لکھتے ہیں۔

''حضرت عمر کے بدن مبارک پر چھ زخم چلائے جن میں سے تین ضرب تک تو امیرالمومنین نماز ادا کرتے رہے پھر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے پس لوگوں نے فروز کو گرفتار کر لیا اور حضرت عمر کو اٹھا کر گھر میں لائے دو تین ساعت کے بعد جب آپ کو ہوش آیا تو آپ وصیتیں فرمانے لگے.... آپ کی وفات ماہ ذی الج ۲۳ ھجری میں ہوئی''۔

(مجمع الاوصاف صفحہ ۱۵۸ طبع قدیم مطبع سراج المطابع جہلم)

(۶۹) دیوبند کے مشہور عالم علامہ محمد اعزاز علی شیخ الادب والفقہ بدارالعلوم دیوبند حضرت عمر کے یوم وفات کے سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں۔

ومات عمر يوم الاربعاء لخمس بقين من ذى الحجة و قتله ابو لولوة المجوسى و كان عمره ثلاثا و ستين و كانت خلافته عشر سنين و ستة اشهر

"ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے کو ابھی پانچ دن باقی رہتے تھے کہ بدھ کے دن حضرت عمر کی موت واقع ہوئی ابو لولوہ مجوسی نے آپ کو قتل کیا آپ کی عمر ۶۳ برس، مدت خلافت دس سال اور چھ ماہ تھی"

(حاشیہ نفحۃ العرب صفحہ ۷ طبع دارالاشاعت کراچی)

(۷۰) شوق امرتسری تائیسویں ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے عنوان "واقعہ وفات امیرالمومنین حضرت عمرؓ" کے تحت تحریر کرتے ہیں۔

"۶۶۴ عیسوی کے زمانہ میں یعنی ۲۳ ہجری میں امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج سے فارغ ہو کر آئے تھے کہ ماہ ذی الحجہ کے آخری دنوں میں آپ کی شہادت کا واقعہ ہوا"

(تاریخ اسلام حصہ دوم صفحہ ۱۴۷ ناشر ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور)

(۷۱) علامہ اختر فتح پوری "باب ششم آپ نے حج سے واپس آکر شہادت پائی" کے ذیل میں یوں لکھتے ہیں۔

"ابھی ذوالحجہ کا مہینہ نہیں گذرا تھا کہ آپ شہید ہو گئے"

(برق سوزاں صفحہ ۳۶۲ ناشر الجمال جھنگ بازار فیصل آباد)

(۷۲) اخوان المسلمین کے راہنما سید عمر تلمسانی اپنی کتاب کے آٹھویں باب میں حضرت عمر کی وفات کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"حضرت عمر کا آخری حج .... ذوالحجہ کا مہینہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ شہید ہو گئے"

(شہید المحراب عمر بن الخطاب صفحہ ۴۴۰ طبع البدر پبلی کیشنز لاہور)

(۴۳) علامہ شیخ جمال الدین محمد جار اللہ القرشی المخزومی لکھتے ہیں۔

توفی عمر رضی اللّٰہ عنہ مقتولا شہیدا لاربع بقین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وعشرین من الھجرۃ

ماہ ذوالحجہ ۲۳ ہجری کے ختم ہونے کو چار دن باقی رہتے تھے کہ حضرت عمر قتل ہو گئے۔

(الجامع اللطیف صفحہ ۱۴۸ طبع مکتبہ شعبیہ بیروت)

واضح رہے کہ ماہ ذوالحجہ ۲۳ ہجری میں وفات حضرت عمر ہونے پر اگرچہ اور بھی بہت سی کتب معتبرہ کے حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں ترک کیا جا رہا ہے اصل مقصد یہ تھا کہ حضرت عمر کی وفات یکم محرم ۲۴ ہجری کو ہرگز نہیں ہوئی۔

(۴۴)

"سنۃ ثلاث وعشرین" کے ذیل میں

روی ابن علیۃ عن سعید عن قتادۃ عن سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحۃ قال ! قتل عمرؓ یوم الاربعاء لاربع بقین من ذی الحجۃ

(تاریخ خلیفہ بن خیاط ج ۱ ص ۱۲۶ طبع المجمع العلمی عراق)

یکم محرم والی روایت کی علمی حیثیت

یہ بات بلا شک و شبہ پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کی وفات ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو ہوئی ہے لیکن عام طور پر ان کی وفات یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو مشہور کی جاتی ہے جو تاریخی لحاظ سے سراسر غلط ہے کیونکہ یکم محرم کو وفات والی روایت ہی ضعیف اور کمزور ہے۔ چنانچہ امام ابن جریر الطبری کا ۲۶ / ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ ہجری وفات کی صحیح اور مستند روایت تحریر کرنے کے بعد اس یکم محرم والی روایت کو صیغہ مجہول "قیل" سے بیان کرنا ہی اس روایت کے ناقابل اعتبار ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ لکھتے ہیں۔

"وقد قیل ان وفاته کانت فی غرة المحرم سنة ۲۴"

"اور کہا گیا ہے کہ آپ (حضرت عمرؓ) کی وفات پہلی محرم ۲۴ھ میں ہوئی"

(تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۳ طبع اولیٰ حسینیہ مصر)

اہل علم کے لئے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ صیغہ مجہول محققین علماء کے نزدیک عدم جزم پر دلالت کرتا ہے جس سے اس روایت کی تضعیف عیاں ہوتی ہے جیسا کہ امام نووی الشافعی لکھتے ہیں۔

"محققین علماء کا قول ہے کہ اگر حدیث ضعیف ہو تو اس میں "قال" "امر" اور "نہی" جیسے جزم کے صیغے استعمال نہیں ہوتے بلکہ "روی" "نقل" "یقال" وغیرہ تمریض کے صیغے استعمال ہوتے ہیں"

(المجموع شرح المھذب جلد ۱ صفحہ ۶۳ طبع بیروت)

اس کے علاوہ ایک اور روایت سیف بن عمر کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اگرچہ اس سے بھی حضرت عمر کے یوم وفات کی صحیح تعیین نہیں ہوتی بلکہ صرف یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ۳ محرم الحرام کو حضرت عثمان تخت خلافت پر متمکن ہوئے تاہم ہمارے لئے یہ پہلو موضوع بحث نہیں ہے کہ کب اور کس دن حضرت عثمان نے تخت حکومت سنبھالا۔ ہمارا یکم محرم وفات

والی روایت کو تحقیقی نقطہ نظر سے دیکھنا مقصود ہے۔ لہٰذا اس روایت کی حقیقت کو بھی ہم واضح کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ کوئی شخص کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو سکے وہ روایت یوں ہے۔

و اما سیف بن عمر فانه قال فیما کتب الی به السر بذکر ان شعیبا حدثه عنه عن خلید بن زفرة و مجالد قالا استخلف عثمان لثلاث مضیین من المحرم سنة ۲۴ فخرج فصلی بالناس العصر

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ

"سیف بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ۳ محرم ۲۴ ہجری کو خلیفہ مقرر ہوئے پس وہ نکلے اور لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی"

(تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۴۴ طبع حسینیہ مصر)

مندرجہ بالا روایت کو علامہ طبری نے سیف بن عمر تمیمی برجمی کوفی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور اس نے ہارون رشید کے زمانہ خلافت میں ۱۷۰ ہجری میں انتقال کیا۔ یہ روایت کے باب میں نہایت ضعیف اور ناقابل اعتبار شخص ہے ائمہ حدیث نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

ضعیف الحدیث لیس بشئی' متروک یضع الحدیث' و هو فی الروایة ساقط ' عامة حدیثه منکرة متهم بالوضع والزندقة' یروی عن خلق کثیر من المجهولین' یروی الموضوعات عن الثقاة'

"اس کی حدیثیں بہت ضعیف ہوتی ہیں' یہ کوئی شے نہیں ہے متروک ہے حدیثیں گھڑا کرتا تھا اور روایت میں ساقط عن الاعتبار ہے اس کی زیادہ تر حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔ زندقہ اور وضع کے ساتھ متہم ہے بے شمار گمنام اور مجهول الحال لوگوں سے روایت کرتا ہے معتبر اور ثقہ لوگوں

سے منسوب کر کے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) میزان الاعتدال للذہبی جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ طبع عیسی البابی الحلبی مصر

(۲) تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۲۹۷ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن

(۳) کشف الاحوال فی نقد الرجال للمدراسی صفحہ ۵۱ طبع قدیم مطبع علوی لکھنؤ

مندرجہ بالا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو حضرت عمر کا یوم وفات قرار دینا تاریخ اسلام سے ناواقفی کی بین دلیل ہے۔